خطبہ جمعہ

اگر رسول اللہ ﷺ پر تبلیغ فرض ہے تو آپؐ کے پیچھے چلنے والے جتنے غلام ہیں سب پر اسی طرح فرض ہے

اس زمانے میں جماعت احمدیہ کو تبلیغ کی نعمت عطا ہوئی ہے اور تبلیغ کے ذریعہ ہی دین کو غلبہ عطا ہوگا

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی غیر معمولی حفاظت کے ایمان افروز واقعات کا بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مبشر رؤیا کا تذکرہ جس کا اطلاق آج کل کے زمانہ پر ہوتا ہے۔ دعا کریں کہ خدا اسے بڑی شان سے پورا فرمائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸؍ ستمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۸؍ تبوک ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ. وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾۔ (سورة المائده آيت ۶۸)

اے رسول! اچھی طرح پہنچادے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تبلیغ کا حکم دے رہی ہے اور بعض لوگ سوال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا تبلیغ فرض ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ پر فرض ہے تو آپؐ پر اکیلے پر تو فرض نہیں تھی۔ آپؐ کے پیچھے چلنے والے جتنے غلام ہیں سب پر اسی طرح فرض ہے ورنہ آنحضرت ﷺ اکیلے ہی سارا کلام تو نہیں پہنچا سکتے تھے۔ آپؐ کے صحابہ آپ کے غلام کثرت سے تبلیغ کرنے والے تھے اور آئندہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو تبلیغ کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اور تبلیغ ہی کے ذریعہ اسلام کا غلبہ ہو رہا ہے۔ پس یہ سوال بالکل بیہودہ ہے کہ فرض ہے کہ نہیں۔ لازماً اگر آنحضرت ﷺ پر تبلیغ فرض تھی تو ہم سب پر فرض ہے۔

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حفاظت کے متعلق کچھ باتیں بیان کرنے کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی غلامی میں جو حفاظت عطا کی ہے اس کے کچھ واقعات سناؤں گا اور الہامات بھی۔

بنی ہاشم کے خادم عبد الحمید اپنی والدہ سے جو کہ آنحضرتؐ کی بیٹیوں کی خادمہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ اُن سے آنحضرتؐ کی بیٹی نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ اُن سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم صبح کو اٹھو تو یہ دُعا پڑھو:

”پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ۔ ہر ایک طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے۔ جس کام کو اللہ چاہے وہ ہو جاتا ہے اور جس کو نہ چاہے وہ تکمیل نہیں پا سکتا۔ مَیں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے“۔

فرمایا: پس جو کوئی یہ دُعا صبح کے وقت پڑھے گا وہ شام ہونے تک (اللہ کی) حفاظت میں رہے گا اور جو کوئی شام کے وقت یہ دعا پڑھے گا وہ صبح ہونے تک (اللہ کی) حفاظت میں رہے گا۔

(سنن ابو داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح)

اللہ کی حفاظت میں تو دن رات ہمیشہ لوگ رہتے ہیں۔ اس کے آگے بھی خدا تعالیٰ کی حفاظت کرنے والے فرشتے چلتے ہیں۔ اس کے پیچھے بھی چلتے ہیں رات کو بھی اور صبح کو بھی۔ لیکن یہ دعا خاص طور پر اس لئے سکھائی گئی ہے تاکہ لوگ اس دعا کی طرف توجہ کریں اور رات کو بھی اللہ کی حفاظت میں آکر سویا کریں، صبح اٹھا کریں تو شام تک اللہ کی حفاظت کے لئے دعا کیا کریں۔ یہ توجہ دلانا مقصود ہے کہ تم دعا نہیں کرو گے تو پھر تمہاری کوئی حفاظت نہیں ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس آیت پر مجھے ایک مضمون سوجھا کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کیسے بڑے آدمی، کیسے مدبّر تھے اور بارُعب۔ حضرت عثمانؓ ایک چلتا پُرزہ قوم بنو امیہ میں سے تھے جن میں بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار تھے۔ حضرت علیؓ بڑے شجاع و بہادر تھے مگر قتل کرنے والوں نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کو مارنے والوں نے تمام صحابہ کرام کے سامنے مار دیا۔ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک اکیلے شخص نے خنجر لگا دیا۔ حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت کا زمانہ تھا۔ ان لوگوں کے پاس حفاظت کے سامان بھی تھے۔ اردگرد سب خیر خواہ تھے مگر پھر بھی قتل کر ہی دیئے گئے۔ برخلاف اس کے نبی کریم ﷺ اتنی مشکلات میں، عرب کا اکثر حصہ اور اپنے پرائے دشمن۔ پھر کس تحدی سے جاہلوں کو پیشگوئی کی جاتی ہے ”وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ“۔ اور یہ پیشگوئی پھر پوری نکلتی ہے“۔

(ضمیمه اخبار بدر، قادیان۔ ۱۲؍اگست ۱۹۰۹ء حقائق الفرقان۔ جلد دوم۔ صفحه ۱۱۴۔۱۱۵)

یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریر میں تھوڑا سا اختصار ہوتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ تین آخری خلفاء تو مارے گئے اور باوجود اس کے کہ ان کی حفاظت کے انتظامات تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ اکیلے ہر میدان جنگ میں آگے نکلتے ہیں اور قطعاً کوئی پروا نہیں اور جب تک قرآن کریم پورا نازل نہیں ہو گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف نہیں بلایا اور اس وقت بلایا جبکہ خود آپ سے پوچھا کہ اب تیرا کیا کام ہے یہاں۔ تو اگر چاہے تو تجھے اور بھی مہلت دی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں وفات پا گئے کہ بار بار یہ فرما رہے تھے **اِلَى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى، اِلَى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى**۔ ایک روایت میں ہے **فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى، فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى**۔ مَیں تو اپنے اعلیٰ رفیق کے اندر جذب ہو جانا چاہتا ہوں، مجھے اب واپس بلا لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت فرمایا ہے **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ حالانکہ لوگوں نے طرح طرح کے دکھ دیئے۔ وطن سے نکالا، دانت شہید کیا، انگلی کو زخمی کیا اور کئی زخم تلوار کے پیشانی پر لگائے۔ سو در حقیقت اس پیشگوئی میں بھی اعتراض کا محل نہیں کیونکہ کفار کی حملوں کی علّت غائی اور اصل مقصود آنحضرت (ﷺ) کا زخمی کرنا یا دانت کا شہید کرنا نہ تھا بلکہ قتل کرنا مقصود بالذات تھا۔ سو کفار کے اصل ارادے سے آنحضرت (ﷺ) کو خدا نے محفوظ رکھا“۔ (ست بچن حاشیه متعلقه صفحه ۱۶۴)

یہی وہ دلیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے متعلق ہم پیش کرتے ہیں ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ......﴾ میں یہ مراد نہیں کہ وہ صلیب دیئے ہی نہیں گئے۔ مراد یہ ہے کہ صلیب کی جو علّتِ غائی تھی کہ صلیب پر آپ کو مار دیا جائے اس میں وہ ناکام ہو گئے۔ پس ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا﴾ کا آخری نتیجہ یہ نکالا کہ ہر گز کسی قیمت پر بھی وہ حضرت مسیحؑ کو قتل کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اس سے انکار نہ کرے۔ اگر آنحضرت ﷺ اپنی عصمت کے فکر میں خود لگتے تو ﴿وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ کی آیت نہ نازل ہوتی، حفاظت الٰہی کا یہی سِرّ ہے"۔ (البدر ۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنی حفاظت کی فکر اس لئے نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ کا وعدہ فرمادیا تھا۔ اس وعدہ کے ہوتے ہوئے پھر آپ کو اپنی حفاظت کی کبھی بھی کوئی فکر نہیں ہوئی۔ ہر جنگ میں، ہر خوفناک لڑائی میں، آپ سب سے آگے ہوتے تھے اور صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ وہ سب سے بہادر ہے کیونکہ لڑائی سب سے زور سے وہاں چلتی تھی جہاں آنحضرت ﷺ ہوتے تھے۔ اور اعلان فرمادیا کرتے تھے کہ مَیں ہوں۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ۔ تاکہ سب لوگ صحابہ کو چھوڑ کر آپ کی طرف دوڑیں اور آپ کو مارنے کی کوشش کریں۔ یہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ اس خطرناک موقع پر بھی خود آپ کی حفاظت فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر ہے البدر۔ ۱۶/ دسمبر ۱۹۰۳ء:-

"خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ وہ وعدہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا ہے۔ پس اسے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اس میں ڈال دے، آگ ہرگز ہم پر کام نہ کرے گی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدہ کے موافق بچالے گا لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہم خود آگ میں کودتے پھریں۔ یہ طریق انبیاء کا نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ" کہ تم اپنے آپ کو خود دیدہ دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ "یہ حفاظت کا وعدہ دشمنوں کے مقابلہ پر ہے کہ اگر وہ آگ میں ہمیں جلانا چاہیں تو ہم ہرگز نہ جلیں گے"۔

پس بعض مولوی جو بڑی شوخی سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تم بھی آگ میں چھلانگ لگاؤ ہم بھی لگائیں گے وہ پہلے مجھے کہتے ہیں چھلانگ لگانے کے لئے، بعد میں خود چھلانگ کی بات کرتے ہیں۔ اور ان کو قرآن کریم کی اس آیت کا پتہ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے کہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالا جائے۔ مگر اگر کوئی زبردستی پھینک دے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے انڈونیشیا کے واقعات میں بیان کیا تھا کہ بار بار آگ نے آپ کے غلاموں کو جلانے کی کوشش کی مگر جلانے میں ناکام رہی۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں جو حفاظت کے وعدے دیئے گئے اور کس شان سے وہ حفاظت کے وعدے پورے کئے گئے ان کے چند واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ:

لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب بازار میں کھڑے ہو کر بڑے جوش کے ساتھ وعظ کر رہے تھے کہ مرزا کافر ہے اور اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس جو کوئی اس کو قتل کر ڈالے گا وہ بہت بڑا ثواب حاصل کرے گا اور سیدھا بہشت کو جائے گا"۔

یہ تو اس زمانے کے مولوی تھے آج کل کے مولوی اور بھی ترقی کر چکے ہیں اور یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو کسی احمدی کو مارے گا وہ جنت میں اس حال میں جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ، نعوذ باللہ خود اس کے استقبال کے لئے آگے آئیں گے۔ یہ پرانے زمانے کی جہالت اب جہالت در جہالت بن چکی ہے۔ اور آج کل تو مولویوں کی خباثت کا حال بہت ہی برا ہو گیا ہے۔ جتنی جماعت احمدیہ کو ترقی مل رہی ہے اتنا ہی مولوی حسد کی آگ میں جل کر بیچارے پاکستان کے مظلوم احمدیوں پر اور بھی زیادہ ظلم کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ واقعہ ہے جو مفتی محمد صادق صاحبؓ کی زبان میں مَیں پیش کر رہا ہوں۔ پس اس نے یہ دعویٰ کیا کہ سیدھا بہشت میں جائے گا۔

"بہت جوش کے ساتھ اُس نے اس وعظ کو بار بار دہرایا۔ ایک گنوار ایک لٹھ ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا اُس کی تقریر سن رہا تھا۔ اس گنوار پر مولوی صاحب کے اس وعظ کا بہت اثر ہوا اور وہ چپکے سے وہاں سے چل کر حضرت صاحب کا مکان پوچھتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ وہاں کوئی دربان نہ ہوتا تھا"۔

اب آج کل تو ظاہری حفاظت کے لئے پوری کوشش کی جاتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی وجہ سے ہمیں خطرہ ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ خطرہ میں خود تھے۔ آپ کی ڈیوڑھی پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا اور جو چاہے گھر میں داخل ہو جاتا۔

"ہر ایک شخص جس کا جی چاہتا اندر چلا آتا۔ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ اور بندش نہ تھی۔ اتفاق سے اُس وقت حضرت صاحبؑ دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے کچھ تقریر کر رہے تھے اور چند آدمی جن میں کچھ مُریدین تھے اور کچھ غیر مُریدین ارد گرد بیٹھے ہوئے حضورؑ کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ گنوار بھی اپنا لٹھ کاندھے پر رکھے ہوئے کمرہ کے اندر داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنے عمل کا موقعہ تاڑنے لگا۔ حضرت صاحبؑ نے اس کی طرف کچھ توجہ نہیں کی اور اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ وہ بھی سننے لگا۔ چند منٹ کے بعد اُس تقریر کا کچھ اثر اُس کے دل پر ہوا اور وہ لٹھ اُس کے کندھے سے اُتر کر اُس کے ہاتھ میں زمین پر آ گیا اور مزید تقریر سننے کے لئے بیٹھ گیا اور سنتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت صاحبؑ نے اُس سلسلہ گفتگو کو جو جاری تھا بند کیا اور مجلس میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ حضورؑ مجھے آپؑ کے دعوے کی سمجھ آ گئی ہے اور مَیں حضورؑ کو سچا سمجھتا ہوں اور آپؑ کے مریدین میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ گنوار آگے بڑھ کر بولا کہ مَیں ایک مولوی صاحب کے وعظ سے اثر پا کر اس ارادہ سے یہاں اِس وقت آیا تھا کہ لٹھ کے ساتھ آپؑ کو قتل کر ڈالوں۔ اور جیسا کہ مولوی صاحب نے وعدہ فرمایا ہے سیدھا بہشت کو پہنچ جاؤں۔ مگر آپؑ کی تقریر کے فقرات مجھ کو پسند آئے اور مَیں سننے کے واسطے ٹھہر گیا اور آپؑ کی ان تمام باتوں کے سننے کے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ مولوی صاحب کا وعظ بالکل بیجا دشمنی سے بھرا ہوا تھا۔ آپؑ بے شک سچے ہیں اور آپؑ کی باتیں سب سچی ہیں۔ مَیں بھی آپؑ کے مُریدوں میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے اُس کی بیعت کو قبول فرمایا"۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۱۴-۱۵)

اب حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

"کرم دین کے مقدمہ فوجداری کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہلم جا رہے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گاڑی لاہور سٹیشن پر کھڑی تھی تو لوگ حضورؑ کی زیارت کے لئے اس کثرت سے جمع تھے کہ اندازہ محال ہے۔ لوگ ایک دوسرے کی منتیں کرتے تھے کہ ہمیں زیارت کر لینے دو۔ اسی اثناء میں ایک احمدی بزرگ منشی احمد دین صاحب آگے بڑھے۔ جس کھڑکی میں حضورؑ تشریف فرما تھے وہاں گاڑی کے قریب ایک گورا سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند اور آدمی حفاظت کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنی ننگی تلوار الٹی کر کے ان کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا کہ ہاتھ پیچھے ہٹالو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مَیں اُن کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اُس انگریز سپرنٹنڈنٹ نے جواب دیا کہ ہم کون ہیں۔ ہم اس وقت ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اس وقت دوست و دشمن کی تحقیقات نہیں کی جا سکتیں۔ آپ ہاتھ ہٹالیں۔ ہمارا فرض ہے کہ بٹالہ سے جہلم تک اور جہلم سے واپس بٹالہ تک بخیریت ان کو پہنچا دیں۔ اس لئے ہم کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ اس واقعہ کے وقت حضورؑ کسی اور کام میں مصروف تھے اور حضورؑ کو اس کا علم نہ تھا۔ جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو حضورؑ ہنس کر فرمانے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتظام ہے جو اپنے وعدوں کو پورا کر رہا ہے"۔ (روایات میاں معراج الدین صاحب رضی اللہ عنہ رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۹ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

اب اس میں توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ حکومت نے جو آپ کی حفاظت کا انتظام کیا تھا یہ حکومت کی اپنی طرف سے تھا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہرگز حکومت سے کسی حفاظت کی درخواست نہیں کی تھی۔ ساری عمر کبھی نہیں کی۔ پس اس وقت چونکہ مولویوں کا جوش بہت ہوا کرتا تھا اس لئے حکومت یہ سمجھتی تھی کہ اس سفر کے دوران میں ہماری ذمہ داری ہے لیکن بٹالہ تک اور جو بٹالہ کے بعد اصل خطرناک علاقہ شروع ہوتا تھا وہاں پہنچ کر وہ اپنی ذمہ داری سے ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر قادیان میں جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے کوئی پہریدار، کسی قسم کا کوئی حفاظت کا انتظام نہیں۔ صبح اکیلے سیر کو جایا کرتے تھے۔ صحابہ بعد میں دوڑ دوڑ کر پیچھے سے آ کر ملا کرتے تھے۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی حفاظت کا کامل یقین تھا۔ ایک ادنیٰ سا بھی شک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

ایک اور واقعہ ہپناٹزم کے ماہر کا بیان کرتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں گجرات کا رہنے والا ایک ہندو ایک برات کے ساتھ قادیان آیا۔ یہ شخص علم توجہ یعنی ہپناٹزم کا ماہر تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں گیا تا کہ حضورؑ پر توجہ کا اثر ڈال کر بھری مجلس میں حضورؑ سے کوئی نازیبا حرکت کرائے جس سے لوگوں پر حضورؑ کا روحانی اور اخلاقی اثر زائل ہو جائے"۔

اس کی نیت یہ تھی کہ وہ مسمریزم کے ذریعہ آپ کے دماغ میں ڈالے کہ آپ ناچنے لگ جائیں۔ تو لوگ یہ دیکھیں گے کہ مرزا صاحب ان کے سامنے ناچنے لگ گئے ہیں تو لازماً وہ سب نفرت سے منہ پھیر لیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ تو ایک دنیاوی انسان ہے۔ تو اس نیت سے وہ بیٹھا اپنی پوری توجہ ڈال رہا تھا۔

"جب وہ مجلس میں آیا تو حضورؑ کے سامنے بیٹھ کر اپنی توجہ کا اثر حضورؑ پر خاموشی سے ڈالنا شروع کر دیا مگر حضورؑ پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی گفتگو میں مصروف رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس شخص کے بدن پر کچھ لرزہ آیا اور اُس کے منہ سے کچھ خوف کی آواز بھی نکلی لیکن وہ سنبھل گیا اور پھر زیادہ زور کے ساتھ توجہ ڈالنی شروع کی۔ اس پر اُس نے ایک چیخ ماری اور بے تحاشا مسجد سے بھاگتا ہوا نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھی اور بعض دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے گئے اور اُس کو پکڑ کر سنبھالا۔ جب اُس کے ہوش ٹھکانے آئے تو بعد میں اس نے بیان کیا کہ میں علم توجہ کا بڑا ماہر ہوں، میں نے ارادہ کیا تھا کہ مرزا صاحب پر توجہ ڈال کر اُن سے مجلس میں کوئی نازیبا حرکت کراؤں مگر جب میں نے اُن پر توجہ ڈالی تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک شیر کھڑا ہے۔ میں اُسے اپنا وہم قرار دے کر سنبھل گیا اور دوبارہ توجہ ڈالنی شروع کی۔ اس پر میں نے دیکھا کہ وہ شیر میری طرف بڑھ رہا ہے جس سے میرا بدن لرز گیا مگر میں نے پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی ساری طاقت اور ساری توجہ مجتمع کر کے اور اپنا سارا زور لگا کر مرزا صاحب پر توجہ ڈالی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ شیر خوفناک صورت میں مجھ پر اس طرح حملہ آور ہوا ہے کہ گویا مجھے ختم کرنا چاہتا ہے۔ جس پر میرے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور میں مسجد سے بھاگ اٹھا"۔

(سیرۃ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ صفحہ ۱۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو بھی اللہ تعالیٰ غیر معمولی خطرات سے بار بار محفوظ رکھتا تھا۔ خاص طور پر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان سے رخصت ہوتے وقت ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ تو اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے متعلق اصحاب احمد میں روایت ہے:

ایک مرتبہ موسم گرما میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چند دن قیام کے بعد قادیان سے جانے لگے تو حضورؑ کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ تو حضورؑ نے فرمایا: "آپ کبھی کبھی ملا کریں"۔ پھر سب کو شرفِ مصافحہ عطا کر کے فرمایا: "اچھا، خدا حافظ"۔

قادیان سے بٹالہ تک پانچ دفعہ سانپ ملے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحبؓ کے پاؤں پر بھی چڑھ گیا لیکن "خدا حافظ" کی برکت سے اللہ نے محفوظ رکھا۔

(اصحاب احمد۔ جلد ہشتم۔ صفحہ ۱۳)

اب بعض الہامات ۱۸۹۹ء سے۔ "وہ مقدمہ جو منشی محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی رپورٹ کی بنا پر دائر ہو کر عدالت مسٹر ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور میں میرے پر چلایا گیا تھا اس مقدمہ کے انجام سے خدا تعالیٰ نے پیش از وقت مجھے بذریعہ الہام خبر دے دی کہ وہ مجھے آخر کار دشمنوں کے بد ارادے سے سلامت اور محفوظ رکھے گا اور مخالفوں کی کوششیں ضائع جائیں گی۔

سو ایسا ہی وقوع میں آیا...... قبل اس کے جو یہ مقدمہ دائر ہو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ تم پر ایسا مقدمہ عنقریب ہونے والا ہے اور اس اطلاع پانے کے بعد میں نے دعا کی اور وہ دعا منظور ہو کر آخر میں بریت ہوئی۔ اور قبل انفصال مقدمہ کے یہ الہام بھی ہوا کہ "تیری عزت اور جان سلامت رہے گی۔ اور دشمنوں کے حملے جو اسی بدغرض کے لئے ہیں، ان سے تجھے بچایا جائے گا"۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۹۔ تذکرہ صفحہ ۳۳۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بعض دفعہ بیماری کا بڑا شدید حملہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جان کنی کی سی حالت پہنچ جایا کرتی تھی۔ لیکن دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس بیماری کو دُور کر دیا کرتا تھا۔ ایسے واقعات بڑی کثرت سے صحابہ کی روایات میں درج ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے"۔ خدا کی وحی "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہوتی رہی۔ فرمایا کہ اگر یہ وحی نہ ہوتی اور اللہ کا خاص حفاظت کا وعدہ نہ ہوتا تو رات میں سمجھا تھا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ "اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک اُن میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا تو اُسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُر زور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اُس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت یہ غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی۔ "رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ"۔ اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس تُو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا، ہر ایک آفت سے نجات ہو گی"۔

(تذکرہ صفحہ ۴۴۲،۴۴۳)

اس قسم کی ایک رؤیا میں نے بھی دیکھی تھی جس میں بھینسے حملہ کرتے ہیں۔ وہ تین ہی بھینسے تھے اور ایک دفعہ حملہ کیا، پھر دوسری دفعہ حملہ کیا اور پھر تیسری دفعہ حملہ کر کے جو مجھے سینگ مارنے کی کوشش کی تو میں اس کے سر اور سینگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ اور اس حالت میں میں محفوظ جگہ پہنچا ہوں تو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اس وقت وہاں موجود تھے اور یہ آپ کے نام کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت دیا جائے گا۔ پس موت کی کئی خوفناک حالتوں سے خدا تعالیٰ نے میری بھی بار بار حفاظت فرمائی ہے۔

۲۲ / اپریل ۱۹۰۴ء کو الہام ہوا: "اِنَّ اللّٰهَ حَافِظُ كُلِّ شَيْءٍ"۔ یقیناً اللہ ہر ایک چیز کی حفاظت کرتا ہے۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۲۶۔ تذکرہ۔ صفحہ ۵۱۱)

۲۷ / جنوری ۱۹۰۵ء: "۲۷ / جنوری ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کے دائیں رخسار مبارک پر ایک آماس نمودار ہوا"۔ ایک موہکہ جیسا نمودار ہوا۔ "جس سے تکلیف بہت ہوئی۔ حضور نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے۔ دم کرنے سے فوراً صحت حاصل ہو گئی"۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ. يَا حَفِيْظُ، يَا عَزِيْزُ، يَا رَفِيْقُ، يَا وَلِيُّ اشْفِنِيْ"۔ (بدر جلد ۳ نمبر ۴ بتاریخ یکم فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

ترجمہ اس کا یہ ہے: میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں۔ جو کافی ہے۔ میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو شافی ہے۔ میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو غفور و رحیم ہے۔ میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو احسان کرنے والا اکریم ہے۔ اے حفاظت کرنے والے، اے غالب، اے رفیق، اے ولی مجھے شفا دے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۲۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس الہام کے بعد از خود ہی بغیر کسی علاج اور دوا کے شفا ہو گئی اور جو ابھار نکلا ہوا تھا وہ بیٹھ گیا۔

ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ۱۶؍اپریل ۱۹۰۶ء کا: "اِنِّیْ حَفِیْظُکَ"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۶ بتاریخ ۱۹؍اپریل ۱۹۰۶ء)۔

ترجمہ: مَیں تیری نگہبانی کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۲۷؍اپریل ۱۹۰۶ء کا الہام ہے:

"رَبِّ لَا تُضَیِّعْ عُمُرِیْ وَ عُمُرَھَا وَاحْفَظْنِیْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تُرْسَلُ اِلَیَّ"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۸ بتاریخ ۳؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

"اے میرے رب میری اور اس کی عمر کو ضائع نہ کریو۔ اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جاویں"۔ عُمُرَھَا میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد ہیں کیونکہ ضمیر مادہ کی طرف ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علاوہ حضرت اماں جان کے لئے بھی دعا کی توفیق ملی۔ اور اس کے نتیجہ میں حضرت اماں جان نے بعد میں بہت لمبی عمر پائی اور خدا تعالیٰ نے ہر خطرہ سے آپ کو محفوظ رکھا۔

۱۹۰۶ء کا ہی الہام ہے: "رَبِّ احْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۸ بتاریخ ۲۹؍نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

اے میرے رب! میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اَلدَّار کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا تھا اس میں آپ کو کامل یقین تھا کہ اَلدَّار سے مراد جو روحانی دار میں ہیں وہ بھی محفوظ رہیں گے اور جو میرے گھر کی چاردیواری میں ہیں وہ بھی محفوظ رہیں گے۔ اور جب طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیلا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر صحابہ کرام سے بھر گیا۔ پہلے بھی صحابہ وہاں رہا کرتے تھے مگر اس روز تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تاکیداً فرمایا کہ اگر طاعون سے بچنا چاہتے ہو تو اس گھر میں آجاؤ۔

پھر یہ بھی الہام ہوا کہ "سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ"۔ یعنی مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔ اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدا رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔ (نزول المسیح)

اس الہام سے چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کا گھر بہرحال طاعون سے کلیۃً محفوظ رہے گا اس لئے حضرت اقدس نے اپنے بہت سے احباب کو اپنے گھر میں رہنے کی دعوت دے دی۔ حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی حضور نے اپنے گھر میں جگہ دے دی۔ ان کے علاوہ بعض اور خاندان بھی حضرت اقدس کے گھر میں رہنے لگے مگر باوجود اس قدر اژدھام کے کسی شخص نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کی اور خدا تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ حفاظت فرمائی کہ انسان تو کیا ایک چوہا تک بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں کبھی نہیں مرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر مَیں ان صدمات سے بچ جاؤں گا۔ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے"۔

اور اب تو اللہ کے فضل سے یہ درخت حضرت مسیح موعودؑ کا اتنا بڑھ چکا ہے کہ کروڑہا کروڑ، اب تک قریباً بیس کروڑ احمدی ہو چکے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔

"یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں، وہ کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اے لوگو کبھی تو خدا سے شرم کرو۔ کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تکلیف اٹھاتے بلکہ میرے مارنے کے لئے خدا ہی کافی تھا۔ جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہو جائے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تیری حفاظت کروں گا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئے گی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ مَیں لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ مَیں اس تیرے گھر کی حفاظت کروں گا اور ہر ایک جو اس چاردیواری کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہو گئے اور ہمارے اردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا"۔ (حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۲۵۱۔۲۵۲)

اس ضمن میں مولوی محمد علی صاحب جو بعد میں لاہوری ہو گئے تھے ان کا ایک واقعہ بیان ہے۔ سلسلہ الہامات میں سب سے کچا مولوی، اس قسم کا ایک الہام مولوی محمد علی صاحب کے متعلق تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہامات میں سے بعض دفعہ کبھی کبھی ان کو شک بھی پڑ جاتا تھا کہ یہ پورے ہونگے یا نہیں۔ اب طاعون نے اگر حملہ کیا تو مولوی محمد علی صاحب پر ہی کیا۔

"ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ"۔ تب مَیں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر مَیں نے ان کو کہا کہ "اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر مَیں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے"۔ یہ کہہ کر مَیں نے اُن کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۵)

اور طاعون کی گٹھلی بھی پگھل کر غائب ہو گئی۔ طاعون کا حملہ تو ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شرّ سے بچایا۔

اب آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مبشر رؤیا بیان کرتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اب بھی اس مبشر رؤیا کو بڑی شان کے ساتھ پورا فرمائے۔

"مدّت کی بات ہے مَیں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مَیں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور مَیں اکیلا ہوں۔ سامنے سے ایک لشکر نکلا جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں۔ مجھ پر ان کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا۔ اور میرے دل میں یہ یقین ہے کہ مَیں اکیلا ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ تو اندر باغ میں چلے گئے اور اُن کے پیچھے مَیں بھی چلا گیا۔ جب مَیں اندر گیا تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب مَرے پڑے ہیں اور ان کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کی کھالیں اُتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ دیکھ کر مجھ پر رِقّت

طاری ہوئی اور مَیں رو پڑا کہ کس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے"۔

فرمایا: "اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مُراد ہیں جو جماعت کو مُرتد کرنا چاہتے ہیں"۔ اب اُس زمانے میں تو ایسا کوئی واقعہ نہیں آیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رؤیا جو ہے یہ یقیناً آج کے زمانے پر اطلاق پا رہا ہے جیسا کہ آپ آگے جا کے دیکھیں گے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ رؤیا بڑی شان سے پورا ہوگا۔ "اور اُن کے عقیدوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں۔ خداتعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ ان کو ناکام کرے گا۔ اور اُن کی تمام کوششوں کو نیست و نابود کر دے گا"۔

فرمایا: "یہ جو دیکھا گیا ہے کہ اس کا سَر کٹا ہوا ہے۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ ان کا تمام گھمنڈ ٹوٹ جائے گا اور ان کے تکبّر اور نخوت کو پامال کیا جائے گا۔ اور ہاتھ ایک ہتھیار ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ ہاتھ کے کاٹے جانے سے مراد یہ ہے کہ اُن کے پاس مقابلہ کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔ اور پاؤں سے انسان شکست پانے کے وقت بھاگنے کا کام لے سکتا ہے لیکن اُن کے پاؤں بھی کٹے ہوئے ہیں۔ جس سے یہ مراد ہے کہ ان کے واسطے کوئی جگہ فرار کی نہ ہوگی اور یہ جو دیکھا گیا ہے کہ اُن کی کھال بھی اُتری ہوئی ہے اس سے یہ مُراد ہے کہ اُن کے تمام پردے فاش ہو جائیں گے اور اُن کے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔ (ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۴۔۲۵)

آخر پر مَیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کا وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا ہے۔ اس کا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذکر کرتے ہیں:

"آنحضرت (ﷺ) کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخرزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا"۔

(بدر جلد ۴ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۴/ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا انجام اتفاقی انجام نہیں تھا بلکہ آپ نے شروع ہی سے کہہ دیا تھا کہ آپ کو خداتعالیٰ دشمنوں کے حملوں سے بچائے گا اور دشمن آپ کے قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اس طرح آپ نے دنیا کو ہوشیار کر دیا تھا کہ مَیں استثناء باب ۱۸ آیت ۲۰ کی پیشگوئی کے مطابق قتل نہیں کیا جاؤں گا کیونکہ مَیں جھوٹا نہیں بلکہ حقیقی طور پر موسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق ہوں"۔ ('دیباچہ تفسیر القرآن' صفحہ ۷۱۔۷۲ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ستمبر ۱۹۴۸ء)

اب یہ جو موقعہ ہے یہ بات بیان کرنے کا وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے متعلق پہلی کتابوں میں پیشگوئی تھی کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا تو اس سے مراد استثناء باب ۱۸ کی یہ پیشگوئی ہے کہ اس موسیٰ کی طرح تجھ پر بھی یہ وقت آئے گا اور اللہ تعالیٰ تیری اسی طرح حفاظت کرے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو حوالے دئے ہیں وہ اصل بائبل میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس کے ان سچے وعدوں کے مطابق ہم بھی پورے اتریں اور خداتعالیٰ ہم سب کی بھی حفاظت فرمائے۔ خصوصاً اہل ربوہ کی حفاظت فرمائے جو بہت تنگی میں وقت گزار رہے ہیں۔